روزنامہ

منگل 12 مئی 2015ء، 22رجب 1436ہجری 12ہجرت 1394ھش

مساجد کی تعمیر

علامہ برزنجی تحریر فرماتے ہیں:
مہدی ساری دنیا کو اسی طرح فتح کریں گے جس طرح ذوالقرنین اور سلیمان علیہ السلام نے فتح کیا تھا۔ وہ تمام آفاق میں داخل ہوں گے جیسا کہ بعض روایات میں آتا ہے۔ اور وہ سب شہروں میں مساجد بنائیں گے۔ (الاشاعۃ لاشراط الساعہ ص106 دارالکتب العلمیہ بیروت ازمحمد بن رسول الحسینی البرزنجی)

قادیان کی آبادی بڑھنے، وسعت پیدا ہونے اور ترقی کرنے سے متعلق حضرت مسیح موعود کی ایک رؤیا۔ حضرت مصلح موعود کے فرمودات

سب ترقیوں کا راز خدا تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے اور اس سے تعلق جوڑنے سے ہے

مایوسی کی ضرورت نہیں، خدا تعالیٰ کی مدد اچانک آئے گی، اپنے ایمانوں کو مضبوط رکھیں۔ الٰہی نصرت کا سورج ضرور طلوع ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 2015ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 8 مئی 2015ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے گزشتہ خطبہ جمعہ کے حوالے سے قادیان کے ابتدائی حالات پر مبنی حضرت مصلح موعود کے بیان فرمودہ واقعات پیش فرمائے اور پھر فرمایا کہ اب دیکھیں کہ قادیان کس طرح ترقی کر رہا ہے، یہ ترقی عام آبادیوں کی طرح ترقی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا تھا کہ یہ ترقی ہوگی۔ حضرت مصلح موعود نے قادیان کے ابتدائی حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان ساری چیزوں کو دیکھ کر تم سمجھ سکتے ہو کہ خدا تعالیٰ جب دنیا کو بدلنا چاہتا ہے تو کس طرح بدل دیتا ہے۔ پس ان انسانوں کو دیکھو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرو کہ جو تمہیں خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دے اور تم حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ۔ فرمایا کہ قادیان کا ترقی کرتے کرتے دریائے بیاس تک پھیل جانے کی بات حضرت مسیح موعود نے اپنی ایک رؤیا کی بنا پر کی تھی اور قادیان کے پھیلاؤ کے بارے میں پیشگوئی کرنا آپ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ گو قادیان کا پھیلاؤ اس حد تک ابھی نہیں ہوا لیکن جب ہم بہت سے نشانوں کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں تو یقیناً ایک وقت آئے گا جب یہ نشان بھی دنیا دیکھے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود نے قادیان کی آبادی کے دریائے بیاس تک پہنچ جانے کی پیشگوئی کو مختلف زاویوں سے بیان فرماتے ہوئے جماعت کے افراد کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ ایک تو آپ نے اس حوالے سے ہمیں نمازوں کی طرف بھی توجہ دلائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس رؤیا سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ قادیان کی آبادی 12,10 لاکھ ضرور ہوگی اور اگر اتنی آبادی ہو تو اس کے معنی ہیں کہ 4 لاکھ لوگ جمعہ پڑھنے کے لئے آیا کریں گے۔ پس میرے نزدیک یہ بیت اقصیٰ ہمیں اس قدر بڑھانی پڑے گی کہ 4 لاکھ نمازی اس میں آسکیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ترقی کا یہی ذریعہ رکھا ہے کہ ہماری بیوت الذکر بڑھتی جائیں اور لوگوں سے ہر وقت آباد رہیں۔ پس قادیان کی وسعت، جماعت احمدیہ کی ترقی اور وسعت صرف رقبہ اور تعداد کے لحاظ سے ہی نہیں ہے بلکہ اس وسعت کا انحصار ہمارے گھروں کی آبادی کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کے گھر کی آبادی پر ہے۔ پس ہر احمدی جس نے جماعت کی ترقی کا حصہ بننا ہے اور جماعت کی ترقی دیکھنی ہے تو پھر اپنی آبادیوں کے ساتھ بیوت الذکر کو آباد رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ نظارہ جو حضرت مسیح موعود نے قادیان کی ترقی کے متعلق دیکھا۔ اس کے متعلق یہ ضروری نہیں کہ قادیان کی ترقی کا سارا نظارہ آپ کو دکھا دیا گیا ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس سے کم قادیان کی ترقی نہ ہو۔ اگر زیادہ ہو جائے تو وہ اس پیشگوئی کی شان اور عظمت کو بڑھانے والی ہوگی۔ ممکن ہے کہ کسی وقت قادیان اتنا ترقی کر جائے کہ دریائے بیاس قادیان کے اندر بہنے والا ایک نالہ بن جائے اور قادیان کی آبادی دریائے بیاس سے آگے ہوشیار پور کے ضلع کی طرف نکل جائے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بنیادی چیز وہی ہے جسے ہر احمدی کو سامنے رکھنا چاہئے کہ سب ترقیوں کا راز خدا تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے اور اس سے تعلق جوڑنے سے ہے۔ فرمایا کہ صرف قادیان کی ترقی نہیں بلکہ جماعت کی ہر طرح کی ترقی کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جب ایک نشان ہم پورا ہوتا ہوا دیکھتے ہیں تو دوسرے نشان کے پورا ہونے کے بارے میں یقین بڑھتا ہے۔

حضور انور نے پاکستان میں احمدیوں کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جیسے بھی حالات ہوں ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پنجاب حکومت نے حضرت مسیح موعود کی کتب اور الفضل پر پابندی لگا دی ہے مگر خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود کو بار بار فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مدد اچانک آئے گی۔ پس اپنے ایمان کو مضبوط رکھیں، خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑے رکھیں اور اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے دعا بھی کرتے رہیں۔ سورج طلوع ہوگا اور ضرور ہوگا اور خدا تعالیٰ کی مدد بھی ضرور آئے گی۔ حضور انور نے بعض متفرق حوالے حضرت مصلح موعود کے پیش فرمائے۔ قبر پر چادر چڑھانے یا پھول چڑھانے کے بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ سب لغو باتیں ہیں۔ ان سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اور ایمان ضائع چلا جاتا ہے۔ ہاں دعائیں فائدہ دیتی ہیں جو کرنی چاہئیں۔ پھر حضور انور نے لاہور میں جلسہ مذاہب عالم میں حضرت مسیح موعود کے مضمون کے بالا رہنے اور خدا تعالیٰ کے تائیدی نشان کا ذکر فرمایا۔ فرمایا کہ اس میں بھی حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ حضور انور نے احمدیوں میں دینی غیرت پیدا کرنے کے لئے حضرت مصلح موعود کا بیان فرمودہ ایک واقعہ بیان فرمایا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ صحیح فیصلے کرنے اور صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر پر حضور انور نے محترم حاجی منظور احمد صاحب درویش قادیان ابن حضرت نظام الدین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی وفات پر مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

خطبات سننے کی طرف توجہ کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 16/اگست 2013ء میں فرماتے ہیں۔
''خلیفۂ وقت کے خطبات کا سننا بھی بہت ضروری ہے یا دوسری باتیں جو کی جاتی ہیں مختلف وقتوں میں ان پر غور کرنا اور نوٹ کرنا بھی بڑا ضروری ہے۔ جہاں یہ احباب جماعت کو توجہ دلائیں عہدیدار، وہاں عہدیداران خود بھی اس طرف توجہ دیں۔ امیر جماعت کا خاص طور پر یہ کام ہے کہ خطبات میں اگر کوئی ہدایت دی گئی ہے، اور اگر کوئی تربیت کا پہلو ہے۔ فوراً اسے نوٹ کریں اور صدران جماعت کو سرکلر کریں۔ اور پھر باقاعدگی سے اس کی نگرانی ہو کہ کس حد تک اس پر عمل ہو رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض اور جماعتیں بھی کرتی ہوں لیکن رپورٹ کا جہاں تک تعلق ہے......مرکز سے یا میری طرف سے مختلف ہدایات جو جاتی ہیں وہ بھی آپ کا کام ہے کہ فوری طور پر جماعتوں کو پہنچائی جائیں اور پھر اس کا follow up بھی کیا جائے feed back بھی لیا جائے۔''
(روزنامہ الفضل 24 ستمبر 2013ء)
(فیصلہ جات مجلس مشاورت 2015ء)
مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

میٹرک کے نتیجہ کا انتظار کرنے والے طلباء متوجہ ہوں

وہ مخلص نوجوان جو میٹرک کا امتحان دے چکے ہیں اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں اپنی درخواستیں وکیل التعلیم کے نام مقررہ فارم پر بھجوائیں۔ داخلہ فارم یا اس کی فوٹو کاپی مکرم امیر صاحب ضلع سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ نیز یہ فارم براہ راست وکیل التعلیم کے نام خط لکھ کر یا بذریعہ ای میل بھی منگوایا جا سکتا ہے۔
فون نمبر: 047-6211082
ای میل: wtaleem@hotmail.com
(وکیل التعلیم تحریک جدید)

خطبہ جمعہ

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں سینکڑوں سکول اور کالج جماعت کے چل رہے ہیں اور آج دنیا کے مختلف ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے ماہرین اور افسران بھی جماعت میں شامل ہیں۔ ملکی پارلیمنٹوں کے ممبر احمدی ہیں اور اخلاص میں بھی بڑھے ہوئے ہیں

دنیا کے کونے کونے میں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت پہنچ چکی ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں حضرت مسیح موعود کے لنگر قائم ہیں۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ چمٹے رہیں تو اس نے نہ کبھی ہمیں چھوڑا ہے، نہ کبھی چھوڑے گا۔ قربانیاں بیشک دینی پڑتی ہیں اور احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیتے ہیں لیکن ہر قربانی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو لئے ہوئے ایک نیا رستہ ہمیں دکھاتی ہے

حضرت مصلح موعود کے بیان فرمودہ متفرق واقعات کا ایمان افروز بیان۔ جن سے حضرت اقدس مسیح موعود کی سیرت اور جماعت احمدیہ کی تاریخ پر روشنی پڑتی ہے

عزیزم نعمان احمد نجم ابن مکرم چوہدری مقصود احمد باجوہ صاحب آف کراچی کی شہادت اور مکرم انجینئر فاروق احمد خان صاحب نائب امیر جماعت ضلع پشاور کی وفات۔ مرحومین کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 27 مارچ 2015ء بمطابق 27۔ امان 1394 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

حضرت مسیح موعود نے اپنی آمد کے مقصد کی جن پانچ شاخوں کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے ایک شاخ اشتہارات کی اشاعت بھی ہے۔ یعنی (دعوت الی اللہ) اور اتمام حجت کے لئے اشتہارات کی اشاعت۔

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

''آج میں نے اتمام حجت کے لئے ارادہ کیا ہے کہ مخالفین اور...... کی دعوت میں چالیس اشتہار شائع کروں تا قیامت کو میری طرف سے حضرت احدیت میں یہ حجت ہو کہ میں جس امر کے لئے بھیجا گیا تھا اس کو میں نے پورا کیا۔'' (اربعین نمبر 1 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 343)

اور پھر یہ چند اشتہار نہیں یا ایک مرتبہ نہیں بلکہ اگر دیکھا جائے تو اپنے دعویٰ سے پہلے سے لے کر وصال تک بیشمار اشتہارات آپ نے شائع فرمائے۔ یہ سب مذہبی دنیا کا ایک خزانہ ہیں۔ آپ کی ایک تڑپ تھی کہ (-) کو بھی، عیسائیوں کو بھی اور دوسرے مذہب والوں کو بھی تباہ ہونے سے بچائیں۔ آپ اکیلے یہ کام کرتے تھے اور اس کے لئے سخت محنت کرتے ہیں۔ بڑی بڑی تصنیفات تو آپ کی ہیں ہی۔ آپ کی ہمدردیٔ خلق کی تڑپ چھوٹے اشتہارات کے ذریعہ سے بھی دنیا کی اصلاح کا درد ظاہر کرتی ہے۔ دنیا کی اصلاح کے اس درد کو قائم رکھنا اور آگے چلانا یہ آپ کی جماعت کے افراد کا بھی فرض ہے۔ اس لئے اس طرف توجہ دیتے رہنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعود حضرت مسیح موعود کے اس درد اور اس کے لئے غیر معمولی محنت کے بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت مسیح موعود کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ باوجود بیماری کے آپ رات دن لگے رہتے تھے اور اشتہار پر اشتہار دیتے رہتے تھے۔ لوگ آپ کے کام کو دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے۔ ایک اشتہار دیتے تھے اس کا اثر دُور نہیں ہوتا تھا اور اس کی وجہ سے مخالفت میں جو جوش پیدا ہوتا تھا وہ ابھی کم نہ ہوتا تھا کہ دوسرا اشتہار آپ شائع کر دیتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض لوگ کہتے تھے کہ ایسے موقع پر کوئی اشتہار دینا طبائع پر بُرا اثر ڈالے گا مگر آپ اس کی پرواہ نہ کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ لوہا گرم ہی کوٹا جا سکتا ہے۔ اور ذرا سا جوش ٹھنڈا ہونے لگتا تو فوراً دوسرا اشتہار شائع فرما دیتے تھے جس کی وجہ سے پھر مخالفت کا شور بپا ہو جاتا۔ آپ نے رات دن اسی طرح کام کیا اور یہی ذریعہ کامیابی کا ہے۔ اگر ہم یہ ذریعہ اختیار کر لیں تو کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس بات کا خیال نہ کرنا چاہئے کہ مخالفت کم ہونے دی جائے۔'' (روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 9 نومبر 1943ء صفحہ 2 جلد 31 نمبر 263)

مخالفت ہوتی رہے تو ساتھ ساتھ اشتہار بھی آتے رہیں تب ہی اثر بھی ہوتا ہے۔

پھر حضرت مصلح موعود حضرت مسیح موعود کے زمانے کا ہی ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود کے زمانے میں (دعوت الی اللہ) اشتہارات کے ذریعے ہوتی تھی۔ وہ اشتہارات دو چار صفحات پر مشتمل ہوتے تھے اور ان سے ملک میں تہلکہ مچا دیا جاتا ہے۔ ان کی کثرت سے اشاعت کی جاتی تھی۔ اس زمانے کے لحاظ سے کثرت کے معنی ایک دو ہزار کی تعداد کے ہوتے تھے۔ بعض اوقات دس دس ہزار کی تعداد میں بھی اشتہارات شائع کئے جاتے تھے......

(خطبات محمود، جلد 33 صفحہ 5-6۔ الفضل 11 جنوری 1952ء)

تین چار سال پہلے میں نے جماعتوں کو کہا تھا کہ ورقہ دو ورقہ بنا کر (دعوت الی اللہ) کا کام کریں اور اس کا ٹارگٹ بھی دیا تھا......... بہر حال جن جماعتوں نے اس سلسلے میں کام کیا وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے مثبت نتائج نکلے ہیں۔ سپین میں جامعہ کے طلباء کو میں نے بھیجا تھا انہوں نے وہاں بڑا کام کیا اور تقریباً تین لاکھ کے قریب مختلف پمفلٹ تقسیم کئے۔ اسی طرح اب جامعہ کینیڈا کے طلباء نے سپینش ممالک میں اور میکسیکو میں جا کر یہ اشتہارات تقسیم کئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے (دعوت الی اللہ) کے میدان بھی بڑے وسیع ہوئے ہیں اور بیعتیں بھی ہوئی ہیں۔

پس اس کے لئے ایک کے بعد دوسرا دو ورقہ شائع ہوتے رہنا چاہئے اور اس کو تقسیم کرتے چلے جانا چاہئے بجائے اس کے کہ بڑی بڑی کتابیں تقسیم کی جائیں۔

حضرت مصلح موعود نے اشتہارات کی اشاعت کے بارے میں ہی کہ کس طرح ہونی چاہئے، اظہار خیال فرماتے ہوئے ایک جگہ ضمناً یہ بھی فرمایا کہ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ خود ہی اشتہار شائع کریں۔ اُس زمانے میں بھی چاہتے تھے۔ اب بھی گو اس تعداد میں تو نہیں کر سکتے لیکن بہر حال اپنے

طور پر کچھ نہ کچھ لوگ چاہتے ہیں۔اس بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ:

’’چاہئے یہ کہ جو اشتہارات مرکز سے شائع کئے جائیں انہیں تقسیم کیا جائے اور ان کی اشاعت بڑھائی جائے۔خود اشتہارات شائع کرنے میں بعض اوقات خود پسندی بھی آجاتی ہے کہ میرا نام بھی نکلے اور یہ ایسا سخت مرض ہے کہ حضرت مسیح موعود اس کے متعلق ایک قصہ بیان فرمایا کرتے تھے۔(یعنی خود پسندی یا اپنا اظہار کرنے کا، اپنی پروجیکشن (projection) کا بعض لوگوں کو شوق ہوتا ہے۔اس کے بارے میں حضرت مسیح موعود ایک قصہ بیان فرماتے تھے کہ) ایک عورت تھی اس نے انگوٹھی بنوائی مگر کسی عورت نے اس کی تعریف نہ کی۔ایک دن اس نے اپنے گھر کو آگ لگادی اور جب لوگ اکٹھے ہوئے تو کہنے لگی صرف یہ انگوٹھی بچی ہے اور کچھ نہیں بچا۔کسی نے پوچھا یہ کب بنوائی ہے؟ کہنے لگی اگر یہ کوئی پہلے پوچھ لیتا تو میرا گھر ہی کیوں جلتا۔غرض شہرت پسندی ایسا مرض ہے کہ جس کو لگ جائے اسے گھن کی طرح کھا جاتا ہے اور ایسے انسان کو پتا ہی نہیں لگتا۔‘‘

(اہم اور ضروری امور، انوار العلوم جلد 13 صفحہ 340)

یہ صرف اشتہاروں کی بات نہیں ہے۔باقی معاملات میں بھی جب خود پسندی اور شہرت کی بات دماغ میں سما جائے اور انسان اس کے لئے کوشش کرے تو پھر اس کا فائدہ کوئی نہیں ہوتا بلکہ نقصانات زیادہ ہوتے ہیں۔اب تو (دعوت الی اللہ) کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنی وسعت پیدا ہو چکی ہے کہ اگر کوئی انفرادی طور پر پمفلٹ شائع کرے تو وہ بہت معمولی ہو گا لیکن بہر حال اپنے حلقے میں ہی خود پسندی کا تھوڑا بہت اظہار ہو جاتا ہے لیکن اگر نیک نیتی سے ہو، یہ بھی نہیں کہ ہر کوئی صرف خود پسندی کی خاطر کر رہا ہوتا ہے بعض نیک نیت بھی ہوتے ہیں تو جہاں خود شائع کر رہے ہوں اگر ان کے خیال میں وہ اچھی چیز ہے تو پھر اسے وسعت بھی دینی چاہئے، پھیلانا چاہئے۔اس لئے اگر کوئی فائدہ مند خیال کسی کے دل میں آتا ہے جس سے اشتہار بہتر طور پر بن سکے اور جاذب نظر بھی ہو۔لوگوں کی توجہ کھینچنے والا بھی ہو، مضمون بھی اس میں اچھا ہو تو وہ جماعتی نظام کو پھر دے دینا چاہئے۔اگر اس قابل ہو تو پھر جماعتی نظام اس کو شائع کرتا ہے۔

اب حضرت مصلح موعود کے حوالے سے بعض متفرق قسم کی باتیں جو رفقاء کے یا حضرت مسیح موعود کے متعلق ہیں وہ پیش کرتا ہوں۔

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ ’’جب شہدائے افغانستان پر پتھر پڑتے تھے تو وہ گھبراتے نہیں تھے بلکہ استقامت اور دلیری کے ساتھ ان کو قبول کرتے تھے اور جب بہت زیادہ ان پر پتھر پڑے تو صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید، نعمت اللہ خان صاحب اور دوسرے شہداء نے یہی کہا کہ یا الٰہی! ان لوگوں پر رحم کر اور انہیں ہدایت دے۔بات یہ ہے کہ جب عشق کا جذبہ انسان کے اندر ہو تو اس کا رنگ ہی بدل جاتا ہے۔اس کی بات میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے چہرے کی نورانی شعاعیں لوگوں کو کھینچ لیتی ہیں۔‘‘ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ’’مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانے میں یہاں (یعنی قادیان میں) ہزاروں لوگ آئے اور انہوں نے جب حضرت مسیح موعود کو دیکھا تو یہی کہا کہ یہ منہ جھوٹوں کا نہیں ہو سکتا۔انہوں نے ایک لفظ بھی آپ کے منہ سے نہ سنا اور ایمان لے آئے۔‘‘

(اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تکالیف، انوار العلوم جلد 13 صفحہ 96)

یہ مثالیں تو آجکل بھی ہمیں نظر آتی ہیں۔مجھے کئی خطوط آتے ہیں جن میں یہ ذکر ہوتا ہے کہ جب ہم نے حضرت مسیح موعود کی تصویر دیکھی تو دیکھ کر ہی یہ کہا کہ یہ منہ جھوٹے کا نہیں ہو سکتا اور بیعت کر لی۔

پھر حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود فرماتے تھے کہ تین قسم کے لوگ ہماری جماعت میں شامل ہیں۔فرماتے ہیں کہ ’’میں نے حضرت مسیح موعود سے بارہا سنا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت میں تین قسم کے لوگ ہیں۔ایک تو وہ ہیں جو میرے دعوے کو سمجھ کر اور سوچ کر احمدی ہوئے ہیں۔‘‘ (اس زمانے میں (دین) کی حالت کافی خراب تھی اور (-) کا شیرازہ بالکل بکھرا ہوا تھا اس لئے مختلف قسم کی طبائع پیدا ہو چکی تھیں اور ان مختلف طبائع نے جب حضرت مسیح موعود کے دعوے کو سنا اور جماعت کو بنتا دیکھا تو قبول کیا تو حضرت مسیح موعود ان لوگوں کی حالتوں کا ذکر فرما رہے ہیں کہ یہ تین قسم کے لوگ ہیں۔یعنی پہلی قسم تو وہ ہے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ)...... جو میرے دعوے کو سمجھ کر اور سوچ کر احمدی ہوئے ہیں۔’’وہ جانتے ہیں کہ میری بعثت کی کیا غرض ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ جس رنگ میں پہلے انبیاء کی جماعتوں نے قربانیاں کی ہیں اسی رنگ میں ہمیں بھی قربانیاں کرنی چاہئیں۔

مگر ایک اور جماعت ایسی ہے جو صرف حضرت مولوی نورالدین صاحب کی وجہ سے ہمارے سلسلے میں داخل ہوئی ہے۔‘‘ (ان کو بعثت کی غرض نہیں پتا لیکن وہ صرف اس لئے داخل ہوئے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی۔فرماتے ہیں کہ) ’’وہ ان کے استاد تھے۔انہیں معزز اور عقلمند سمجھتے تھے۔انہوں نے کہا کہ جب مولوی صاحب احمدی ہو گئے ہیں تو آؤ ہم بھی احمدی ہو جائیں۔پس ان کا تعلق ہمارے سلسلے سے مولوی صاحب کی وجہ سے ہے۔سلسلے کی غرض اور میری بعثت کی حکمت اور غایت کو انہوں نے نہیں سمجھا۔

اس کے علاوہ ایک تیسری جماعت بعض نوجوانوں کی ہے جن کے دلوں میں گو (-) کا درد تھا مگر قومی طور پر نہ کہ مذہبی طور پر وہ چاہتے تھے کہ (-) کا کوئی جتھا ہو‘‘۔(یعنی مذہبی طور پر کوئی درد نہیں تھا لیکن (-) کی حالت دیکھ کر چاہتے تھے کہ کوئی جتھا ہو، ایک اکٹھ ہو۔تو ایسے لوگ بھی جماعت میں شامل ہوئے اور پھر بعد میں جب انہوں نے دیکھا کہ مذہب پر زیادہ زور ہے تو ان میں سے بہت سارے پھر مختلف وقتوں میں علیحدہ بھی ہو گئے۔خلافت ثانیہ میں ان میں سے بہت سے علیحدہ ہوئے۔

آجکل بھی جو (-) میں، نوجوانوں میں جوش ہے جو غلط طور پر جا کر بعض دہشتگرد تنظیموں میں شامل ہو جاتے ہیں وہ صرف یہ سمجھتے ہیں کہ قومی طور پر ہمارا ایک جتھا ہونا چاہئے یا ایک ایسا گروہ ہونا چاہئے جس سے (-) کی قومیت کا احساس پیدا ہو اور مذہبی طور پر وہ کچھ بھی نہیں جانتے۔اور بعض رپورٹس جو وہاں سے، عراق اور سیریا سے آتی ہیں ان میں یہی ہے کہ بہت سارے کام ان کے ایسے ہیں جب ان سے پوچھو کہ یہ قرآن اور حدیث کے مطابق نہیں ہے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ ہمیں اس کا نہیں پتا۔ہمیں تو جو کچھ بتایا گیا ہے اور یہ جو ہماری ایک انفرادیت قائم ہو رہی ہے اس کو ہم نے (دین) کے نام پر قائم کرنا ہے تو اس طرح کے لوگ بھی ہوتے ہیں۔بہر حال حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ قومی طور پر وہ چاہتے ہیں کہ ہم اکٹھے ہوں۔)’’ان میں کچھ تنظیم ہو۔ان میں انجمنیں قائم ہوں اور مدرسے جاری ہوں۔‘‘(بعض قومی طور پر یہ نیک کام کرنا چاہتے ہیں۔)’’مگر چونکہ عام (-) کا کوئی جتھا بنانا ان کے لئے ناممکن تھا اس لئے جب انہوں نے ہماری طرف ایک جتھا دیکھا تو وہ ہم میں آئے اور اب وہ چاہتے ہیں کہ مدرسے قائم کریں اور لوگ ڈگریاں حاصل کریں۔اسی وجہ سے وہ ہمارے سلسلے کو ایک انجمن سمجھتے ہیں، مذہب نہیں سمجھتے۔تو دنیا میں ترقیات کے جو ذرائع سمجھے جاتے ہیں وہ بالکل اَور ہیں اور دین میں جو ترقیات کے ذرائع سمجھے جاتے ہیں وہ بالکل اَور ہیں۔انجمنیں اَور طرح ترقی کرتی ہیں اور دین اَور طرح۔دین کی ترقی کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اخلاق کی درستی کی جائے۔‘‘ (دین کی ترقی کے لئے ضروری چیز ہے کہ اخلاق درست ہوں۔اعلیٰ اخلاق ہوں۔)’’قربانی اور ایثار کا مادہ پیدا کیا جائے۔نمازیں پڑھی جائیں‘‘ (تا کہ روحانیت میں ترقی ہو۔)’’روزے رکھے جائیں۔اللہ تعالیٰ پر توکل پیدا کیا جائے۔اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا عہد کیا جائے۔اگر ہم یہ تمام باتیں کریں گے تو گو دنیا کی نگاہ میں ہم پاگل قرار پائیں گے مگر خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ہم سے زیادہ عقلمند اور کوئی نہیں ہو گا۔قرآن کریم میں آتا ہے کہ مسلمان جب مالی قربانیاں کرتے ہیں تو منافق کہا کرتے ہیں کہ یہ مسلمان تو احمق ہیں۔بس روپیہ برباد کیئے چلے جا رہے ہیں۔انہیں کچھ ہوش نہیں کہ اپنے روپیہ کو کسی اچھے کام پر لگائیں۔اسی طرح جب وہ اوقات کی قربانی کرتے تو پھر وہ کہتے کہ یہ تو پاگل ہیں۔اپنا وقت برباد کر رہے ہیں۔انہوں نے ترقی خاک کرنی ہے۔گویا (-) کو یا وہ احمق قرار دیتے یا ان کا نام مجنون رکھتے۔یہی دو نام انہوں نے (-) کے رکھے ہوئے تھے۔مگر دیکھو کہ پھر وہی احمق اور مجنون دنیا کے عقلمندوں کے استاد قرار پائے۔پس ہماری جماعت جب تک وہی احمقانہ رویہ اختیار نہیں کرے گی جس کو کافر اور منافق احمقانہ قرار دیتے تھے اور ہماری جماعت جب تک وہی مجنونانہ رویہ اختیار نہیں کرے گی جس کو کافر اور منافق مجنونانہ رویہ قرار دیتے تھے اس وقت تک اسے کبھی کامیابی حاصل نہیں

ہوسکتی۔اگرتم چاہوکہ تم ضرورت کے موقع پر جھوٹ بھی بول لیا کرو۔اگرتم چاہوکہ تم ضرورت کے موقع پر دھوکہ فریب کربھی لیا کرو۔اگرتم چاہوکہ تم ضرورت کے موقع پر چالبازی سے کام لے لیا کرو۔اگرتم چاہوکہ تم ضرورت کے موقع پر غیبت اور چغلی سے بھی کبھی کبھی فائدہ لے لیا کرو اور پھر یہ امید رکھو کہ تمہیں کامیابی حاصل ہوجائے تو یادرکھو تمہیں ہرگز وہ کامیابی حاصل نہیں ہوگی جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے فرمایا ہے۔یہ چیزیں دنیا کی انجمنوں میں بیشک کام آیا کرتی ہیں۔‘‘ (دھوکہ بھی،فریب بھی،غیبت بھی،چغلی بھی ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنا بھی)’’مگر دین میں ان کی وجہ سے برکت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی لعنت اترا کرتی ہے۔‘‘

(خطبات محمود،جلد19 صفحہ 686-688۔الفضل 27 ستمبر 1938ء صفحہ 3)

اس لئے تمام اعلیٰ اخلاق،روحانیت میں ترقی،یہ چیزیں دینی جماعتوں میں ہونی چاہئیں۔پس ہر احمدی کو اپنے ایمانداری کے معیاروں کو،روحانیت کے معیاروں کو بہت بلند کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر ایک واقعہ آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قیام کا پس منظر اور ضرورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک وہ زمانہ تھا جب تعلیم الاسلام کالج کا آغاز ہوا۔اس وقت یہ سوچ ہورہی تھی کہ اتنے لاکھ روپیہ ہمیں فوری طور پر چاہئے اور اتنے لاکھ سالانہ آمد چاہئے تاکہ کالج جاری رکھا جائے اور بڑے بڑے منصوبے لاکھوں میں بن رہے تھے۔تو اس وقت آپ فرماتے ہیں کہ:’’ایک وہ زمانہ تھا کہ ہمارے لئے ہائی کلاسز کو جاری کرنا بھی مشکل تھا۔یہاں (قادیان میں) آریوں کا مڈل سکول ہوا کرتا تھا‘‘۔’’شروع شروع میں اس میں ہمارے لڑکے جانے شروع ہوئے تو آریہ ماسٹروں نے ان کے سامنے لیکچر دینے شروع کئے کہ تم کو گوشت نہیں کھانا چاہئے۔‘‘ (ہندو گوشت نہیں کھاتے۔) ’’گوشت کھانا ظلم ہے۔وہ اس قسم کے اعتراضات کرتے جو کہ (دین) پر حملے تھے۔لڑکے سکول سے آتے اور یہ اعتراضات بتلاتے۔‘‘ (فرماتے ہیں کہ)’’یہاں (قادیان میں) ایک پرائمری سکول تھا اس میں بھی اکثر آریہ مدرس‘‘ (ٹیچر)’’آیا کرتے اور یہی باتیں سکھلایا کرتے تھے۔پہلے دن جب میں سرکاری پرائمری سکول میں پڑھنے گیا‘‘ (یعنی حضرت مصلح موعود اپنا بیان فرمارہے ہیں کہ جب میں اس سرکاری پرائمری سکول میں پڑھنے گیا)’’اور دوپہر کو میرا کھانا آیا تو میں سکول سے باہر نکل کر ایک درخت کے نیچے جو پاس ہی تھا کھانا کھانے کے لئے جابیٹھا۔مجھے خوب یاد ہے کہ اس روز کلیجی پکی تھی اور وہی میرے کھانے میں بھجوائی گئی۔اس وقت میاں عمر دین صاحب مرحوم جو میاں عبداللہ صاحب کے والد تھے وہ بھی اسی سکول میں پڑھا کرتے تھے لیکن وہ بڑی جماعت میں تھے اور میں پہلی کلاس میں تھا۔میں کھانا کھانے بیٹھا تو وہ بھی آپہنچے اور دیکھ کر کہنے لگے۔’ہیں ماس کھاندے او ماس‘۔ حالانکہ وہ (-) تھے۔اس کی یہی وجہ تھی کہ آریہ ماسٹر سکھلاتے تھے کہ گوشت خوری ظلم ہے اور بہت بری چیز ہے۔ماس کا لفظ میں نے پہلی دفعہ ان سے سنا تھا۔اس لئے میں سمجھ نہ سکا کہ ماس سے مراد گوشت ہے۔چنانچہ میں نے کہا یہ ماس تو نہیں کلیجی ہے۔انہوں نے بتایا کہ ماس گوشت کو ہی کہتے ہیں۔پس میں نے ماس کا لفظ پہلی دفعہ ان کی زبان سے سنا اور ایسی شکل میں سنا کہ گویا ماس خوری بری ہوتی ہے اور اس سے بچنا چاہئے۔غرض آریہ مدرّس اس قسم کے اعتراضات کرتے رہتے اور لڑکے گھروں میں آکر بتاتے کہ وہ یہ اعتراض کرتے ہیں۔آخر یہ معاملہ حضرت مسیح موعود کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا جس طرح بھی ہوسکے جماعت کو قربانی کرکے ایک پرائمری سکول قائم کردینا چاہئے۔ چنانچہ پرائمری سکول کھل گیا اور یہ سمجھا گیا کہ ہماری جماعت نے انتہائی مقصد حاصل کرلیا۔اس عرصے میں ہمارے بہنوئی نواب محمد علی خان صاحب مرحوم مغفور ہجرت کرکے قادیان آگئے۔انہیں سکولوں کا بڑا شوق تھا۔چنانچہ انہوں نے ملیر کوٹلے میں بھی ایک مڈل سکول قائم کیا ہوا تھا۔انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس سکول کو مڈل کردیا جائے‘‘ (یعنی قادیان والے کو)۔’’میں وہاں سکول کو بند کردوں گا اور وہ امداد یہاں دے دیا کروں گا۔چنانچہ قادیان میں مڈل سکول ہوگیا۔پھر بعد میں کچھ نواب محمد علی صاحب اور کچھ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے شوق کی وجہ سے فیصلہ کیا گیا کہ یہاں ہائی سکول کھولا جائے۔چنانچہ پھر یہاں ہائی سکول کھول دیا گیا۔لیکن یہ ہائی سکول پہلے نام کا تھا کیونکہ اکثر پڑھانے والے انٹرنس پاس تھے اور بعض شاید انٹرنس فیل بھی لیکن بہرحال ہائی سکول کا نام ہوگیا۔ زیادہ خرچ کرنے کی جماعت میں طاقت نہ تھی اور نہ ہی خیال پیدا ہوسکتا تھا لیکن آخر یہ وقت بھی آگیا کہ گورنمنٹ نے اس بات پر خاص زور دینا شروع کیا کہ سکول اور بورڈنگ بنائے جائیں نیز یہ کہ سکول اور بورڈنگ بنانے والوں کو امداد دی جائے گی۔چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے عہد خلافت میں یہ سکول بھی بنا اور بورڈنگ بھی۔پھر آہستہ آہستہ عملے میں اصلاح شروع ہوئی اور طلباء بڑھنے لگے۔پہلے ڈیڑھ سو تھے،پھر تین چار سو ہوئے،پھر سات آٹھ سو ہوگئے اور مدتوں تک یہ تعداد رہی۔ اب تین چار سالوں میں آٹھ سو سے ایک دم ترقی کرکے سکول کے لڑکوں کی تعداد سترہ سو ہوگئی ہے اور میں نے سنا ہے کہ ہزار سے اوپر لڑکیاں ہوگئی ہیں۔گویا لڑکے اور لڑکیاں ملاکر تقریباً تین ہزار بن جاتی ہیں۔پھر مدرسہ احمدیہ بھی قائم ہوا اور کالج بھی۔خدا تعالیٰ کے فضل سے مدرسہ احمدیہ میں بھی میری گزشتہ تحریک کے تحت طلباء بڑھنے شروع ہوئے ہیں اور پچیس تیس طلباء ہر سال آنے شروع ہوگئے ہیں۔اگر یہ سلسلہ بڑھتا رہا تو مدرسہ احمدیہ اور کالج کے طلباء کی تعداد بھی چھ سات سو تک یا اس سے بھی زیادہ تک پہنچ جائے گی اور اس طرح ہمیں سو (مربی) ہر سال مل جائے گا۔جب تک ہم اتنے (مربیان) ہر سال حاصل نہ کریں ہم دنیا میں صحیح طور پر کام نہیں کرسکتے۔‘‘ (یعنی یہ کم از کم تھا۔اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں میں ہورہے ہیں۔)’’1944ء میں مَیں نے کالج کی بنیاد رکھی تھی کیونکہ اب وقت ہوگیا تھا کہ ہماری آئندہ نسل کی اعلیٰ تعلیم ہمارے ہاتھ میں ہو۔ایک زمانہ وہ تھا کہ ہماری جماعت میں بہت چھوٹے عہدوں اور بہت چھوٹی آمدنیوں والے لوگ شامل تھے۔‘‘ (بیشک اس سے جماعت کی تاریخ کا بھی پتا لگتا ہے کہ)’’بیشک کچھ لوگ کالجوں میں سے احمدی ہوکر جماعت میں شامل ہوئے لیکن وہ حادثے کے طور پر سمجھے جاتے تھے ورنہ اعلیٰ مرتبوں والے اور اعلیٰ آمدنیوں والے لوگ ہماری جماعت میں نہیں تھے سوائے چند محدود لوگوں کے۔ایک تاجر سیٹھ عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا صاحب مدراسی تھے لیکن ان کی تجارت ٹوٹ گئی۔ان کے بعد شیخ رحمت اللہ صاحب ہوئے۔ ان کے سوا کوئی بھی بڑا تاجر ہماری جماعت میں نہیں تھا اور نہ کوئی بڑا عہدیدار ہماری جماعت میں شامل تھا یہاں تک کہ حضرت خلیفہ اول ایک دفعہ مجھے فرمانے لگے۔دیکھو میاں قرآن کریم اور احادیث سے پتا لگتا ہے کہ انبیاء پر ابتداء میں بڑے لوگ ایمان نہیں لاتے۔چنانچہ یہ بھی حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک ثبوت ہے کہ ہماری جماعت میں کوئی بڑا آدمی شامل نہیں۔چنانچہ کوئی ای اے سی ہماری جماعت میں داخل نہیں۔گویا اس وقت کے لحاظ سے ای اے سی‘‘ (یہ گورنمنٹ سروس کے جو اسسٹنٹ کمشنر ہیں ان کو شاید کہتے ہیں۔)’’بہت بڑا آدمی ہوتا تھا‘‘ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں ’’مگر دیکھو اب کئی ای اے سی یہاں گلیوں میں پھرتے ہیں اور ان کی طرف کوئی آنکھ اٹھاکر بھی نہیں دیکھتا۔لیکن ایک وقت میں اعلیٰ طبقے کے لوگوں کا ہماری جماعت میں اس قدر فقدان تھا کہ حضرت خلیفہ اول نے فرمایا کہ ہماری جماعت میں کوئی بڑا آدمی داخل نہیں۔چنانچہ کوئی ای اے سی ہماری جماعت میں داخل نہیں۔گویا اس وقت کے لحاظ سے ہماری جماعت ای اے سی کو بھی برداشت نہیں کرسکتی تھی۔‘‘

(خطبات محمود،جلد27 صفحہ 150 تا 153)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں سینکڑوں سکول اور کالج جماعت کے چل رہے ہیں اور آج دنیا کے مختلف ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے ماہرین اور افسران بھی جماعت میں شامل ہیں۔ملکی پارلیمنٹوں کے ممبر احمدی ہیں اور اخلاص میں بھی بڑھے ہوئے ہیں۔یہ نہیں کہ صرف دنیاداری ان میں آئی ہوئی ہے بلکہ افریقہ میں تو بعض ملکوں میں بعض اہم وزارتوں پر بھی احمدی فائز ہیں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے ایک فضل ہے۔کس طرح اللہ تعالیٰ ترقی دے رہا ہے۔

ابتدائی احمدیوں پر سختیوں اور پھر بہت ابتدائی زمانے میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:’’ایک زمانہ تھا جبکہ احمدی جماعت پر چاروں طرف سے سختی کی جاتی تھی‘‘۔ ’’(-) نے فتویٰ دیا کہ احمدیوں کو قتل کردینا،ان کے گھروں کو لوٹ لینا،ان کی جائیدادوں کو چھین لینا، ان کی عورتوں کا بلا طلاق دوسری جگہ پر نکاح کردینا جائز ہی نہیں موجب ثواب ہے۔‘‘ (اور یہ چیز تو

آج بھی ہے لیکن اس زمانے میں تو بہت غریب لوگ تھے اور بڑی سختی کی جاتی تھی تو یہ رویہ تو (-) میں ہمیشہ سے رہا ہے اور آج تک قائم ہے لیکن بہرحال اس زمانے میں سختی کی شدت بھی بہت تھی کیونکہ جماعت بہت تھوڑی تھی۔ فرماتے ہیں کہ) ''اور شریر اور بدمعاش لوگوں نے جو اپنی طمع اور حرص کے اظہار کے لئے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں اس فتوے پر عمل کرنا شروع کر دیا'' (کہ بغیر نکاح کے عورتوں کو جائز کر لیا۔ یعنی احمدیوں سے طلاق دلوا کر اپنے سے نکاح کروا لیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ) ''احمدی گھروں سے نکالے اور ملازمتوں سے برطرف کئے جا رہے تھے۔'' (احمدی گھروں سے نکالے جا رہے تھے اور ملازمتوں سے برطرف کئے جا رہے تھے۔) ''ان کی جائیدادوں پر جبراً قبضہ کیا جاتا تھا اور کئی لوگ ان مخمصوں سے خلاصی کی کوئی صورت نہ پا کر ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اور چونکہ ہجرت کی جگہ ان کے لئے قادیان ہی تھی، ان کے قادیان آنے پر مہمان داری کے اخراجات اور بھی ترقی کر گئے تھے''، (بڑھ گئے تھے۔) ''اس وقت جماعت ایک دو ہزار آدمیوں تک ترقی کر چکی تھی مگر ان میں سے ہر ایک دشمن کے حملوں کا شکار ہو رہا تھا۔'' (جماعت کی تعداد ایک دو ہزار تک پہنچ گئی تھی لیکن ہر ایک دشمن کے حملوں کا شکار تھا۔) ''ایک دو ہزار آدمی جو ہر وقت اپنی جان اور اپنی عزت اور اپنی جائیداد اور اپنے مال کی حفاظت کی فکر میں لگے ہوئے ہوں اور رات دن لوگوں کے ساتھ مباحثوں اور جھگڑوں میں مشغول ہوں ان کا تمام دنیا میں اشاعت (دین) کے لئے روپیہ بہم پہنچانا اور دین سیکھنے کی غرض سے قادیان آنے والوں کی مہمان داری کا بوجھ اٹھانا اور پھر اپنے مظلوم مہاجر بھائیوں کے اخراجات برداشت کرنا ایک حیرت انگیز بات ہے۔'' (یہ تاریخ بھی ہمیں پتا ہونی چاہئے۔ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔) ''سینکڑوں آدمی دونوں وقت جماعت کے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے اور بعض غرباء کی دوسری ضروریات کا بھی انتظام کرنا پڑتا تھا۔ ہجرت کے لئے آنے والوں کی کثرت اور مہمانوں کی زیادتی سے مہمان خانے کے علاوہ ہر ایک گھر (قادیان میں) مہمان خانہ بنا ہوا تھا''۔ ''حضرت مسیح موعود کے گھر کی ہر ایک کوٹھڑی ایک مستقل مکان تھا۔'' (یعنی ہر کمرہ جو تھا اس میں خاندان آباد تھے۔ یعنی ایک ایک کمرہ جو تھا ایک ایک خاندان کو ملا ہوا تھا اور مکان بن گیا تھا) ''جس میں کوئی نہ کوئی مہمان یا مہاجر خاندان رہتا تھا۔ غرض بوجھ انسانی طاقتِ برداشت سے بہت بڑھا ہوا تھا۔ ہر صبح جو چڑھتی اپنے ساتھ تازہ تازہ ابتلاء اور تازہ ذمہ داریاں لاتی اور ہر شام جو پڑتی اپنے ساتھ ساتھ تازہ ابتلاء اور تازہ ذمہ داریاں لاتی مگر اَلَیْسَ اللّٰہُ ...... کی نسیم سب فکروں کو خس وخاشاک کی طرح اڑا کر پھینک دیتی اور وہ بادل جو ابتدائے سلسلہ کی عمارت کی بنیادوں کو اکھاڑ کر پھینک دینے کی دھمکی دیتے تھے تھوڑی ہی دیر میں رحمت اور فضل کے بادل ہو جاتے اور ان کی ایک ایک بوند کے گرتے وقت اَلَیْسَ اللّٰہُ ...... کی ہمت افزا آواز پیدا ہوتی۔''

(دعوۃ الامیر، انوار العلوم جلد 7 صفحہ 565-566)

یعنی اتنی سختی تھی لیکن پھر بھی یہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی ہے اور انشاء اللہ حالات بدلیں گے۔

آج بھی گو پاکستان میں خاص طور پر اور بعض دوسرے ممالک میں (-) میں کچھ شدت ہے۔ پاکستان میں تو زیادہ ہے، باقی ممالک میں کچھ حد تک احمدیوں کے حالات تنگ ہیں لیکن اس کے باوجود کسمپرسی کی وہ حالت نہیں ہے۔ مالی لحاظ سے بھی بہتر ہیں اور باقی انتظامات بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بہت بہتر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اظہار کر رہے ہیں۔ دنیا کے کونے کونے میں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت پہنچ چکی ہے۔ ہجرت کر کے صرف ایک جگہ نہیں اکٹھے ہوتے بلکہ احمدی دنیا میں نکل چکے ہیں۔ اگر تنگی ہے تو باہر نکل گئے ہیں اور باہر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مزید کشائش پیدا ہو رہی ہے اور اگر بعض مشکلات ہوتی بھی ہیں تو اَلَیْسَ اللّٰہُ ...... کی آواز آج بھی ہمارا سہارا بنتی ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں حضرت مسیح موعود کے لنگر قائم ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے، اگر ہم اس کے ساتھ چمٹے رہیں تو، نہ کبھی ہمیں چھوڑا ہے، نہ کبھی چھوڑے گا (-)۔ قربانیاں بیشک دینی پڑتی ہیں اور احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیتے ہیں لیکن ہر قربانی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو لئے ہوئے ایک نیا رستہ ہمیں دکھاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دینے میں کبھی کمی نہیں کرتا۔

پھر حضرت مصلح موعود حفاظت الٰہی کے معجزہ کے بارے میں ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ:

''ایک مثال حفاظت الٰہی کی مَیں حضرت مسیح موعود کی زندگی میں سے پیش کرتا ہوں۔ کنور سین صاحب جولاء کالج لاہور کے پرنسپل ہیں ان کے والد صاحب سے حضرت صاحب کو بڑا تعلق تھا حتی کہ حضرت مسیح موعود کو کبھی روپیہ کی ضرورت ہوتی تو بعض دفعہ ان سے قرض بھی لے لیا کرتے تھے۔ (یہ کنور سین صاحب ہندو تھے۔) ان کو بھی حضرت صاحب سے بڑا اخلاص تھا۔ جہلم کے مقدمے میں انہوں نے اپنے بیٹے کو تار دی تھی کہ حضرت مسیح موعود کی طرف سے وکالت کریں۔ اس اخلاص کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ایام جوانی میں جب وہ اور حضرت مسیح موعود مع چند اور دوستوں کے سیالکوٹ میں اکٹھے رہتے تھے تو حضرت مسیح موعود کے کئی نشانات دیکھے تھے۔ چنانچہ ان نشانات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک رات آپ دوستوں سمیت سو رہے تھے کہ آپ کی (یعنی حضرت مسیح موعود کی) آنکھ کھلی۔ اور دل میں ڈالا گیا کہ مکان خطرے میں ہے۔ آپ نے ان سب دوستوں کو جگایا اور کہا کہ مکان خطرے میں ہے اس میں سے نکل چلنا چاہئے۔ سب دوستوں نے نیند کی وجہ سے پرواہ نہ کی اور یہ کہہ کر سو گئے کہ آپ کو وہم ہو گیا ہے۔ مگر آپ کا احساس برابر ترقی کرتا چلا گیا۔ آخر آپ نے پھر ان کو جگایا اور توجہ دلائی کہ چھت میں سے چڑ چڑاہٹ کی آواز آتی ہے۔ مکان خالی کر دینا چاہئے۔ انہوں نے کہا معمولی بات ہے ایسی آواز بعض جگہ لکڑی میں کیڑا لگنے سے آیا ہی کرتی ہیں۔ آپ ہماری نیند کیوں خراب کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے پھر اصرار کیا کہ اچھا آپ لوگ میری بات مان کر ہی نکل چلیں۔ آخر مجبور ہو کر لوگ نکلنے پر رضا مند ہوئے۔ حضرت صاحب کو چونکہ یقین تھا کہ خدا میری حفاظت کے لئے مکان (کے) گرنے کو روکے ہوئے ہے۔ میری حفاظت کی وجہ سے مکان کے گرنے کو روکے ہوئے ہے اس لئے آپ نے انہیں کہا کہ پہلے آپ نکلو پیچھے میں نکلوں گا۔ جب وہ نکل گئے اور بعد میں حضرت صاحب نکلے تو آپ نے ابھی ایک ہی قدم سیڑھی پر رکھا تھا کہ چھت گر گئی۔ دیکھو آپ انجینئر نہ تھے کہ چھت کی حالت کو دیکھ کر سمجھ لیا ہو کہ گرنے کو تیار ہے۔ علاوہ ازیں جب تک آپ اصرار کر کے لوگوں کو اٹھاتے رہے اس وقت تک چھت اپنی جگہ پر قائم رہی اور جب تک آپ نہ نکل گئے تب تک بھی نہ گری۔ مگر جونہی کہ آپ نے پاؤں اٹھایا چھت زمین پر آ گری۔ یہ امر ثابت کرتا ہے کہ یہ بات کوئی اتفاقی بات نہ تھی بلکہ اس مکان کو حفیظ ہستی اس وقت تک روکے رہی جب تک کہ حضرت مسیح موعود جن کی حفاظت اس حفیظ کے مدنظر تھی اس مکان سے نہ نکل آئے۔ پس صفت حفیظ کا وجود ایک بالا رادہ ہستی پر شاہد ہے اور اس کا ایک زندہ گواہ ہے۔''

(ماخوذ از ہستی باری تعالیٰ، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 324-325)

پھر اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود کے ساتھ سلوک کا ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میں امرتسر سے یکے پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔ ایک بہت موٹا تازہ ہندو بھی میرے ساتھ ہی یکے پر سوار ہوا۔ وہ مجھ سے پہلے یکّے کے اندر بیٹھ گیا اور اپنے آرام کی خاطر اپنی ٹانگوں کو اچھی طرح پھیلا لیا حتیٰ کہ اگلی سیٹ جہاں میں نے بیٹھنا تھا وہ بھی بند کر دی۔ (اس میں بھی روک ڈال دی۔) چنانچہ (حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ) میں تھوڑی سی جگہ میں بیٹھا۔ ان دنوں دھوپ بہت سخت پڑتی تھی کہ انسان کے ہوش باختہ ہو جاتے تھے۔ مجھے دھوپ سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے (کیا انتظام کیا کہ) ایک بدلی بھیجی جو ہمارے یکّے کے ساتھ ساتھ سایہ کرتی ہوئی بٹالے تک آئی۔ یہ نظارہ دیکھ کر وہ ہندو کہنے لگا کہ آپ تو خدا تعالیٰ کے بڑے بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔

(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 534-535)

پس اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ایسا سلوک کرتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے مگر عبودیت شرط ہے اور ایسے انسان کا انجام ضرور بخیر ہو گا بظاہر وہ دنیا کی ظاہر بین نظروں میں ذلیل ہوتا نظر آ رہا ہو گا لیکن انجام کار اس کو عزت حاصل ہو گی۔ بظاہر وہ بدنام بھی ہو رہا ہو گا لیکن انجام کار نیک نامی اسی کو حاصل ہو گی۔ گویا اس شخص کی ابتدا عبودیت سے اور انجام استعانت پر ختم ہو گا۔'' یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا

صحیح عابد بن کر اس کی عبادت کی جائے، اس کی بندگی اختیار کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی مدد پھر شامل حال رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شر کے خلاف پھر مدد فرماتا ہے۔

ایک عام پیر اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادے کے نیک اثر ڈالنے اور نیکیاں بانٹنے اور اپنے مریدوں کی اصلاح کرنے اور انسانیت کے لئے درد میں کیا فرق ہوتا ہے؟ اس کی ایک مثال دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ "حضرت منشی احمد جان صاحب لدھیانہ والے حضرت مسیح موعود کے دعوے سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے مگر ان کی روحانی بینائی اتنی تیز تھی کہ انہوں نے دعوے سے پہلے ہی حضرت مسیح موعود کو لکھا کہ

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نگاہ تم مسیحا بنو خدا کے لئے

انہوں نے (یعنی منشی احمد جان صاحب) نے اپنی اولاد کو نصیحت کی تھی کہ میں تو اب مر رہا ہوں مگر اس بات کو اچھی طرح یاد رکھنا کہ مرزا صاحب نے ضرور ایک دعویٰ کرنا ہے اور میری وصیت تمہیں یہی ہے کہ مرزا صاحب کو قبول کر لینا۔ غرض اس پائے کے وہ روحانی آدمی تھے۔ انہوں نے اپنی جوانی میں بارہ سال تک وہ چکّی جس میں بیل جویا جاتا ہے اپنے پیر کی خدمت کرنے کے لئے چلائی۔ (پیر صاحب نے جو بیل لگتا ہے اس کی جگہ ان کو ایک چکّی پر لگا دیا تھا تا کہ وہ چکّی چلے) اور بارہ سال تک اس کے لئے آٹا پیستے رہے۔ تب انہوں نے روحانیت کے سبق ان کو سکھائے۔" (یعنی بارہ سال تک جب وہ بیل کی طرح چکّی پیستے رہے تب پیر صاحب نے ان کو روحانیت کے کچھ سبق دیئے۔) فرماتے ہیں "تو وہ لوگ جو روحانی کہلاتے تھے (اس زمانے میں جو پیر تھے، جو لوگ روحانی کہلاتے تھے) وہ بھی لوگوں کو روحانی باتیں بتانے میں سخت بخل سے کام لیا کرتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے نہ صرف وہ ساری باتیں دنیا کو بتا دیں بلکہ اس سے ہزاروں گنا زیادہ اور باتیں بھی ایسی بتائیں جو پہلے لوگوں کو معلوم نہیں تھیں اور اس طرح علوم کو آپ نے ساری دنیا میں بکھیر دیا۔ مگر جیسا کہ حدیثوں میں خبر دی گئی تھی دنیا نے اس کی قدر نہ کی۔ (خطبات محمود جلد 25 صفحہ 23-24)

پس بظاہر روحانی لوگ اس شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتے جس کو خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے مامور کیا ہو کہ دنیا کی اصلاح کرنی ہے، اس کی روحانیت میں اضافہ کرنا ہے، اسے خدا تعالیٰ کے قریب لانا ہے جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ "وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتے میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔"

پھر آپ نے فرمایا کہ "دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں۔"

فرمایا: "اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔"

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے ہوں۔ دینی سچائیوں کو پہچان کر ان پر عمل کرنے والے ہوں۔ روحانیت میں ترقی کرنے والے ہوں اور توحید کی حقیقی چمک سے حصہ پانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو بھی اس پہچان کی توفیق عطا فرمائے اور خاص طور پر (-) اُمّہ کو یہ توفیق دے کہ وہ مسیح اور مہدی معہود کے درد کو سمجھتے ہوئے اس کی بیعت میں آنے کی توفیق پائیں۔

نمازوں کے بعد میں دو جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ ایک تو مکرم نعمان احمد نجم صاحب ابن مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب ملیر رفاہِ عام سوسائٹی کراچی کا ہے۔ مکرم نعمان احمد صاحب نجم کو کراچی میں مخالفین احمدیت نے مورخہ 21 مارچ 2015ء کو شام تقریباً پونے آٹھ بجے ان کی دکان پر آ کر فائرنگ کر کے شہید کر دیا تھا (-)۔ اس روز شام پونے آٹھ بجے شہید مرحوم اپنے سٹور پر تھے۔ دو مسلح افراد نے سٹور پر آ کر فائرنگ کر دی۔ ایک گولی سینے میں لگی اور دل کو چھوتی ہوئی آر پار ہو گئی۔ قریبی دکانداروں نے ان کے بھائی مکرم عثمان احمد صاحب کو فون کر کے اطلاع دی۔ پھر ریسکیو والوں کو بھی اطلاع دی۔ وہ فوری طور پر دکان پر آئے۔ نعمان صاحب کو شدید زخمی حالت میں ہسپتال لے جا رہے تھے لیکن راستے میں ہی وہ شہید ہو گئے (-)۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم چوہدری منظور احمد صاحب ابن مکرم چوہدری کریم الدین صاحب کے ذریعے ہوا تھا جنہوں نے خلافت ثانیہ کے دور میں بیعت کی تھی۔ چوہدری منظور احمد صاحب کے والدین چھوٹی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ والدین کی وفات کے بعد چوہدری منظور صاحب قادیان چلے گئے جہاں بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ابتدائی تعلیم بھی قادیان میں حاصل کی۔ وہیں پر محترمہ صفیہ صادقہ صاحبہ بنت مکرم مبارک علی صاحب کے ساتھ شادی ہوئی۔ پھر قیام پاکستان کے بعد ہڑپہ ساہیوال میں آ گئے۔ شہید مرحوم کے والد مکرم مقصود احمد صاحب ربوہ میں ہی پیدا ہوئے۔ پھر یہ وہاں ربوہ سے بھی شفٹ کر گئے۔ شہید مرحوم کے دادا نے گوجرانوالہ میں ملازمت کی وجہ سے 1968ء میں مع فیملی رہائش اختیار کر لی۔ 1974ء میں جب گوجرانوالہ میں ہنگامے ہوئے تو احمدیہ بیت الذکر کی حفاظت کرتے ہوئے شہید مرحوم کے دادا مکرم چوہدری منظور احمد صاحب، چچا مکرم محمود احمد صاحب اور پھوپھا مکرم سعید احمد صاحب بھی شہید ہو گئے۔ ان سے پہلے اس خاندان میں یہ تین شہداء تھے۔ ان حالات کی بناء پر یہ خاندان 1976ء میں کراچی شفٹ ہو گیا۔

نعمان احمد نجم صاحب 26 جنوری 1985ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیم ایم بی اے تھی۔ اس کے بعد انہوں نے 2008ء میں اپنے کمپیوٹر ہارڈ ویئر کا بزنس شروع کر دیا۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ نہایت ایماندار، نیک دل، نیک سیرت، شریف النفس اور ملنسار تھے۔ نہایت مخلص اور فدائی نوجوان تھے۔ ملازمین کو بھی چھوٹے بھائیوں کی طرح رکھا ہوا تھا۔ نگر پارکر مٹھی میں جماعت کے زیر انتظام قائم شدہ کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ اور مشن ہاؤس کے لئے کچھ کمپیوٹر اور متعلقہ سامان تحفے کے طور پر پیش کیا۔ وہاں سسٹم خود انسٹال (install) کر کے آئے۔ شہید مرحوم کی خواہش تھی کہ اپنے دادا مکرم چوہدری منظور احمد صاحب شہید کے نام سے ایک کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ بنائیں تا کہ ان کے شہید دادا کا نام ہمیشہ زندہ رہے اور اسی لئے انہوں نے مٹھی میں کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کو کچھ سامان اور کمپیوٹر وغیرہ تحفہ بھی دیئے تھے۔ بڑی ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ غیر از جماعت لوگ بھی کہتے تھے کہ یہ ایک فرشتہ ہے۔ اس وقت رفاہِ عام سوسائٹی میں بحیثیت قائد مجلس خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لینے والے تھے۔ مخالفین کی طرف سے ان کو دھمکیاں ملتی رہتی تھیں لیکن اپنے چھوٹے بھائیوں کو ہمیشہ محتاط رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ چھ ماہ قبل شہید مرحوم اپنا کاروباری سامان لے کر آ رہے تھے کہ اس وقت ان کو نامعلوم افراد نے روک کر سامان بھی لے لیا اور رقم بھی لوٹ لی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ ہم آئے تو تم کو مارنے تھے مگر چونکہ رقم مل گئی ہے اس لئے چھوڑ رہے ہیں۔

شہید مرحوم کے پسماندگان میں والد مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب، والدہ محترمہ صفیہ صادقہ صاحبہ اور دو بھائی ذیشان محمود اور عثمان احمد ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند کرے اور ان کے لواحقین کو، والدین کو، بھائیوں کو حوصلہ دے۔

خرم احمد صاحب معلم سلسلہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ شہید بڑے نرم گو تھے۔ محبت کرنے والے تھے۔ جماعتی خدمت کا جذبہ رکھنے والے نوجوان تھے اور بڑی محنت سے انہوں نے وہاں انسٹال کیا جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے۔ کئی دفعہ وہاں نگر پارکر میں آتے تھے جو سندھ کا بڑا دور دراز علاقہ ہے۔ کئی بار جب وہاں پہنچتے تو ان کو کہا جاتا کہ آپ تھکے ہوئے ہیں آرام کر لیں، پھر کام کریں لیکن ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ ہم مجاہد ہیں۔ ہمیں شہری دیکھ کر یہ نہ سمجھیں کہ ہم نازک مزاج ہیں اور ہمیشہ خدمت کے لئے تیار رہتے۔ سابق قائد علاقہ منصور صاحب وہ کہتے ہیں کہ میں ان کو اس وقت سے جانتا ہوں جب یہ بارہ سال کے تھے اور اطفال میں تھے۔ ہمیشہ بڑے شوق اور جوش اور ولولے سے جماعتی کاموں میں، مقابلوں میں حصہ لیا کرتے تھے۔ ہمیشہ پوزیشن لیتے تھے اور کہتے تھے میری پوزیشن ہمیشہ اوّل ہی آتی

لواحقین کو، والدین کو، بھائیوں کو حوصلہ دے۔

خرم احمد صاحب معلم سلسلہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ شہید بڑے نرم گو تھے۔ محبت کرنے والے تھے۔ جماعتی خدمت کا جذبہ رکھنے والے نوجوان تھے اور بڑی محنت سے انہوں نے وہاں انسٹال کیا جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے۔ کئی دفعہ وہاں نگر پارکر میں آتے تھے جو سندھ کا بڑا دور دراز علاقہ ہے۔ کئی بار جب وہاں پہنچتے تو ان کو کہا جاتا کہ آپ تھکے ہوئے ہیں آرام کر لیں، پھر کام کریں لیکن ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ ہم مجاہد ہیں۔ ہمیں شہری دیکھ کر یہ نہ سمجھیں کہ ہم نازک مزاج ہیں اور ہمیشہ خدمت کے لئے تیار رہتے۔ سابق قائد علاقہ منصور صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ان کو اس وقت سے جانتا ہوں جب یہ بارہ سال کے تھے اور اطفال میں تھے۔ ہمیشہ بڑے شوق اور جوش اور ولولے سے جماعتی کاموں میں، مقابلوں میں حصہ لیا کرتے تھے۔ ہمیشہ پوزیشن لیتے تھے اور کہتے تھے میری پوزیشن ہمیشہ اوّل ہی آتی ہے۔ اسی کے لئے کوشش کرتے۔ کبھی دوم اور سوم پوزیشن پر راضی نہیں ہوتے تھے۔ سکول کے بعد اپنے والد صاحب کی دکان پر ان کا ہاتھ بٹاتے لیکن ساتھ ہی جماعتی ذمہ داریوں کو بھی انجام دے رہے ہوتے اور یوں لگتا تھا کہ وہ اپنے گھر یا ذاتی کاموں کو اتنا وقت نہیں دیتے جتنا وقت وہ جماعت کو دیا کرتے تھے اَور نوجوانوں کی طرح کبھی اپنے وقت کو انہوں نے ضائع نہیں کیا۔ انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ بات کرنے والے تھے۔ ٹومی کالون صاحب کے بھی رشتے دار ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے خاندان نے کوشش کی کہ وہ پاکستان سے باہر آ جائیں بڑا اصرار کیا لیکن وہ پاکستان چھوڑنے پر راضی نہیں تھے۔

عمران طاہر صاحب مربی سلسلہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ میرے عزیز بھی تھے۔ بیس سال کے عرصہ میں میں نے انہیں ایک دفعہ بھی کسی پر چلاّتے نہیں دیکھا۔ سختی سے بات کرتے نہیں دیکھا۔ عاجزی، مسکینی اور حلم کی تصویر تھے۔ نہایت باادب اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ کینیڈا میں ان کی ایک خالہ زاد عزیزہ ہیں وہ کہتی ہیں (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا) کراچی کے حالات کے پیش نظر ان سے ہجرت کرنے کے لئے کہا جاتا لیکن انہوں نے ہمیشہ ہر قسم کے حالات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی والدہ کے ساتھ پاکستان رہنا ہی پسند کیا۔ اپنی والدہ کی ہر خواہش اور ضرورت کا خیال رکھنے والے تھے۔

مشہود حسن خالد صاحب مربی ہیں کہتے ہیں کہ ایک دن خاکسار شہید مرحوم کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ شہید مرحوم نے کہا کہ وہ کون خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جو شہید ہوتے ہیں۔ شاید ان کی یہ تمنا ہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ مقام دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم انجینئر فاروق احمد خان صاحب نائب امیر جماعت ضلع پشاور کا ہے۔ فاروق احمد خان صاحب مکرم محمود احمد خان صاحب کے بیٹے تھے۔ یہ شوریٰ کے بعد ربوہ سے پشاور جا رہے تھے۔ گاڑی کا ٹائر برسٹ (burst) ہو گیا جس کی وجہ سے حادثہ پیش آیا اور چکوال کے قریب گاڑی سے باہر سڑک پر آ گرے جس کی وجہ سے زیادہ چوٹیں آئیں۔ ہائی وے پولیس نے ان کو فوری طور پر چکوال ہسپتال پہنچایا لیکن جانبر نہ ہو سکے (-)۔

فاروق صاحب کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم احمد گل صاحب کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پر بیعت کی تھی لیکن خلافت ثانیہ میں پھر یہ غیر مبائعین میں چلے گئے۔ بعد میں فاروق خان صاحب نے خود 1989ء (Eighty nine) میں بیعت کی اور جماعت احمدیہ مبائعین میں شامل ہوئے۔ پھر اس کے بعد ان کے دو بھائیوں نے بھی بیعت کر لی۔ 1954ء میں یہ پیدا ہوئے تھے۔ مائننگ انجینئرنگ کی تعلیم مکمل کی۔ پھر حکومت کے مائننگ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتے رہے۔ 1985ء میں ایک احمدی خاندان میں ان کی شادی ہوئی اور بڑے ملنسار، نیک سیرت، شریف النفس تھے۔ جماعت احمدیہ پشاور کے سیکرٹری اصلاح وارشاد کی حیثیت سے بھی انہوں نے کام کیا۔ مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے پسماندگان کو بھی اللہ تعالیٰ صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کی اہلیہ دو بیٹے بعمر 25 سال اور 17 سال اور ایک بیٹی سوگوار ہیں۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

۞ مکرم نعمت اللہ منگلا صاحب معلم وقف جدید 278 گ۔ب شیر کا ضلع فیصل آباد تحریر کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ 278 گ۔ب شیر کا ضلع فیصل آباد کے دو اطفال محمد احمد ولد مکرم غلام حسین صاحب اور محمد مہران ولد مکرم محمد طاسین صاحب نے قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ اس سلسلہ میں مورخہ 24/اپریل 2015ء کو بعد نماز جمعہ احمدیہ بیت الذکر میں تقریب آمین کا انعقاد کیا گیا۔ مکرم عطاء المنان قمر صاحب انسپکٹر تربیت وقف جدید ارشاد نے بچوں سے قرآن کریم سنا اور مکرم رائے محمد محسن کھرل صاحب صدر جماعت 278 گ۔ب شیر کا نے دعا کروائی۔ دونوں بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت مکرم مختار احمد شمس صاحب معلم وقف جدید اور خاکسار کے حصہ میں آئی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کرنے، اس کا ترجمہ سیکھنے اور اس کی تعلیمات پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تقریب آمین

۞ مکرم رانا محمد سلیمان صاحب معلم وقف جدید بھلیسر انوالہ ضلع گجرات تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے ذریعہ جاری قران کریم کلاس سے استفادہ کرتے ہوئے جماعت احمدیہ بھلیسر انوالہ ضلع گجرات کے ایک طفل فائز احمد ولد مکرم چوہدری طاہر احمد صاحب نے قرآن مجید ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ تقریب آمین کے موقع پر مکرم قدیر احمد ساجد صاحب انسپکٹر تربیت وقف جدید نے بچے سے قرآن کریم کے کچھ حصے سنے اور دعا کروائی۔ بچہ مکرم فیض احمد صاحب کا پوتا اور مکرم بشیر احمد صاحب کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تقریب آمین

۞ مکرم رانا لقمان احمد انجم صاحب معلم وقف جدید 121 ج۔ب گوکھووال ضلع فیصل آباد تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 19/اپریل 2015ء کو تین بچوں قویم احمد ابن مکرم ندیم احمد صاحب، فہیم احمد ابن مکرم نعیم الدین صاحب اور منیب احمد ابن مکرم عبدالنوید صاحب کی تقریب آمین بیت الذکر جماعت احمدیہ 121 ج۔ب گوکھووال فیصل آباد میں منعقد ہوئی۔ مکرم عطاء المنان قمر صاحب نے ان بچوں سے باری باری قرآن مجید کا کچھ حصہ سنا اور دعا کروائی۔ تینوں بچوں کو قرآن مجید پڑھانے کی سعادت خاکسار کے حصہ میں آئی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو قرآن مجید کے نور سے منور کرے اور اچھا خادم دین بنائے۔ آمین

شکریہ احباب

۞ مکرم ڈاکٹر ملک عبدالقیوم صاحب ساکن دارالرحمت غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد مکرم ملک عبدالرب صاحب 16 مارچ 2015ء کو ربوہ میں وفات پا گئے تھے۔ آپ حضرت ملک حسن محمد خان صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے پوتے نیز آپ کے نانا مکرم شیخ نور احمد صاحب تھے۔ وفات کے موقع پر کثیر تعداد نے جنازہ میں شرکت کی اور تعزیت کے لئے احباب کئی دن تک گھر بھی تشریف لاتے رہے۔ علاوہ ازیں اندرون ملک اور بیرون ملک سے متعدد دوست احباب عزیز واقارب نے بذریعہ فون تعزیت کی۔ ان تمام دوست احباب نے اس پریشانی کے وقت ہمیں حوصلہ دیا۔ ہماری ڈھارس بندھائی۔ ہمارے دکھ اور غم میں برابر کے شریک ہوئے۔ میں سب دوستوں کا بہت مشکور ہوں اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو اجر عظیم سے نوازے اور ان سب کا ہمیشہ حافظ وناصر ہو۔ آمین

دورہ انسپکٹر روزنامہ الفضل

۞ مکرم رفیع احمد رند صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے لودھراں، خانیوال اور وہاڑی کے اضلاع کے دورہ پر ہیں احباب جماعت واراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

☆☆..........☆..........☆☆

انگور
پروٹین اور وٹامنز سے بھرپور پھل

انگور ایک لذیذ اور بے مثال قوت بخش پھل ہے۔ غذائیت اور توانائی کے خزانوں سے بھرپور اس پھل کا استعمال گوشت اور اعلیٰ ترین پروٹینز اور وٹامنز والی غذاؤں سے بھی بہتر ثابت ہوتا ہے۔ پاکستان میں کوئٹہ سمیت دیگر پہاڑی علاقوں میں یہ کثرت سے پایا جاتا ہے اور بطور غذا مستعمل ہے۔ انگور کی دوسری بڑی خوبی اس کا زود ہضم اور لطیف ہونا ہے۔ اس کے استعمال سے نہ تو طبیعت بوجھل ہوتی ہے اور نہ ہی معدے میں کسی قسم کی گرانی پیدا ہوتی ہے بلکہ دوسری کھائی ہوئی غذا کو بھی ہضم کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اس کے استعمال سے صاف خون پیدا ہوتا ہے۔

انگور کی بہت سی اقسام ہیں۔ تاریخ میں تقریباً 90 اقسام کا ذکر ملتا ہے جن میں مٹھاس، ذائقہ، رنگ، بیج اور بغیر بیج کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے۔ اس کی ایک قسم کا رنگ سیاہی مائل نیلا ہوتا ہے اور سائز بھی بڑا ہوتا ہے۔ پاکستان میں تین قسم کا انگور پایا جاتا ہے۔ چھوٹا گول ہلکا زردی مائل، لمبا زردی مائل جس کو سندرخانی کہتے ہیں اور کالا انگور جس کا رنگ گلابی بھی ہوتا ہے اور اس میں بیج ہوتا ہے۔ سندرخانی انگور سب سے زیادہ میٹھا ہوتا ہے جبکہ باقی دونوں اقسام مٹھاس قدرے کم ہوتی ہے۔ انگور ایک قدیمی پھل ہے، کہتے ہیں انگور کو براعظم ایشیا میں پانچ ہزار قبل مسیح سے کاشت کیا جا رہا ہے۔ انگور کی تصویر قدیم مصر کے مقبروں میں بھی پائی گئی ہیں۔ انگور کو عربی زبان میں عنب، بنگالی زبان میں داکھ اور گجراتی زبان میں دہراکھ، جبکہ انگریزی زبان میں گریپ کہتے ہیں۔ انگور میں کاربوہائیڈریٹس، کیلشیم، فاسفورس، فولاد، وٹامن اے، بی اور سی پایا جاتا ہے۔ اس میں سیلولروز شکر اور کچھ تیزاب والے مرکبات ہوتے ہیں جو اس کو قبض کشا بناتے ہیں۔ اس لئے یہ قبض کے مرض میں بہت مفید ہے۔ یہ معدے اور آنتوں کو طاقت بھی دیتا ہے۔

کمزور اور سوکھے کے مرض کا شکار چھوٹے بچوں کو پکے ہوئے انگور کا رس روزانہ پلانا چاہئے۔ بلغمی امراض میں اعتدال کے ساتھ شیریں انگور کا استعمال مفید ہے۔ انگور کا معتدل استعمال جسم میں فاسد مادوں کے اخراج میں بھی مفید ہے۔ کھانسی زکام وغیرہ کے لئے بھی مفید ہے۔ گردے و مثانے کی پتھری اور جگر و گردے کے دوسرے عوارض کے لئے انگور کی بیل کے پتوں کا جوشاندہ بہت مفید ہے۔ اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ دس گرام انگور کی بیل کے پتوں کو 150 ملی لیٹر یا ایک کپ پانی میں ڈال کر اتنا جوش دیں کہ وہ تیسرا حصہ یعنی 50 ملی لیٹر رہ جائے پھر اس کو چھان کر اور بقدر ضرورت میٹھا ملا کر یا بغیر میٹھا کئے پی لیا جائے۔ حالیہ تحقیق میں طبی ماہرین نے انکشاف کیا ہے کہ انگوروں کا استعمال دل کے امراض سے محفوظ رکھنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ انگوروں میں موجود قدرتی اینٹی آکسیڈینٹس نہ صرف حرکتِ قلب کو ہموار رکھتے ہیں بلکہ بلڈ پریشر کا توازن بھی برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

(روزنامہ امت یکم مارچ 2015ء)

انرجی ڈرنکس خطرے کا باعث ہیں

انرجی ڈرنکس اور کولا ڈرنکس ہمارے ہاں اس قدر مقبول ہیں کہ اب یہ زندگی کا لازمی حصہ بن چکے ہیں مگر ترقی یافتہ ممالک میں نہ صرف ان کے خطرناک نتائج کو بھانپ لیا گیا ہے بلکہ ان پر پابندی لگانے کے لئے بھی مہم کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ ان ڈرنکس کے خلاف مہم چلانے والے اداروں اور تنظیموں کا کہنا ہے کہ ایک عام انرجی ڈرنک کی بوتل میں 20 چمچ چینی سے بھی زیادہ میٹھا ہوتا ہے لیکن ان کا ذائقہ اس طرح سے تیار کیا جاتا ہے کہ پینے والے کو خطرے کے احساس کی بجائے محض لطف محسوس ہو۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ ان مشروبات میں پائی جانے والی چینی کی خطرناک مقدار اور دیگر اجزاء مٹاپے، ذیابیطس اور جنسی کمزوری سمیت درجن بھر بیماریوں کا سبب بن رہے ہیں۔ حال ہی میں برطانیہ میں 197 سافٹ ڈرنکس کا تجزیہ کیا گیا اور ان میں سے 80 فیصد سے زائد میں میٹھے کا لیول خطرے کی حد سے کئی گنا زیادہ پایا گیا۔ فوڈ سٹینڈرڈ ایجنسی گائیڈ لائن کے مطابق ان مشروبات کو خطرے کی سرخ لکیر سے کہیں اوپر پایا گیا۔

(روزنامہ انصاف 25 فروری 2015)

ربوہ میں طلوع وغروب 12 مئی

طلوع فجر	3:41
طلوع آفتاب	5:12
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	6:58

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

12 مئی 2015ء

6:10 am	سڈنی میں استقبالیہ تقریب
8:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جولائی 2009ء
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	گلشن وقف نو
2:00 pm	سوال وجواب
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 2015ء (سندھی ترجمہ)

WARDA فیبرکس
تبدیلی آنہیں رہی تبدیلی آگئی ہے لان ھی لان
کرینکل شفون دوپٹہ 4P کلاسک لان 3P ڈیزائنر لان شرٹ پیلس
400/450 750/- 950/-
چیمہ مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ 0333-6711362

قابل علاج امراض
ہیپاٹائٹس۔ شوگر۔ بلڈ پریشر
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ فون: 047-6211510 0344-7801578

خوشخبری
ٹاپ برانڈز ڈیزائنرز سوٹ فور سیزن دستیاب ہیں
انصاف کلاتھ ہاؤس
Men, Women, Kids
ریلوے روڈ۔ ربوہ فون شوروم: 047-6213961

البشیرز معروف قابل اعتماد نام
پیچ
جیولرز اینڈ بوتیک ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
نئی ورائٹی نئی جدت کے ساتھ زیورات وملبوسات
اب پتوکی کے ساتھ ساتھ ربوہ میں بااعتماد خدمت
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز، شوروم ربوہ
0300-4146148
فون شوروم پتوکی 049-4423173 - 047-6214510

برین ٹانک سالہا سال سے آزمودہ (گھر کے ہر فرد کیلئے)
قیمت فی ڈبی -/250 روپے (مکمل کورس 6 ڈبیاں)
کمزوری یادداشت کیلئے حیرت انگیز شہرہ آفاق ٹانک
طالب علموں، دماغی وتخلیقی کام کرنے والوں کیلئے نابغۂ روزگار ٹانک
نوٹ: دواخانہ ہذا کی مکمل مفید ومعلوماتی فہرست ادویات بذریعہ خط، ٹیلی فون Email مفت طلب کریں۔
جان یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
گولبازار ربوہ (چوک بیت المہدی)
فون دواخانہ: 047-6213149
موبائل: 0301-7964849
Email:atanasir1915@gmail.com

لاثانی گارمنٹس
لیڈیز جینٹس اینڈ چلڈرن امپورٹڈ اینڈ ایکسپورٹ کوالٹی گارمنٹس، پینٹ شرٹ، پینٹ کوٹ شیروانی سکول یونیفارم، لیڈیز شلوار قمیص، ٹراؤزر شرٹ
فضل عمر مارکیٹ بانو بازار ربوہ
047-6215508,0333-9795470

ربوہ سینٹری اینڈ آئرن سٹور
سامان سینٹری، پائپ، واٹر موٹر پمپ، واٹر ٹینک وغیرہ کی نت نئی ورائٹی بازار سے بارعایت دستیاب ہے۔ نیز پلمبر کی سہولت موجود ہے۔ (مچھر مار سپرے کی بھی سہولت میسر ہے)
کالج روڈ ربوہ: 0332-6093523
سلطان احمد شہزاد: 0334-9635930

احمد ٹریولز انٹرنیشنل گورنمنٹ لائسنس نمبر 2805
یادگار روڈ ربوہ
اندرون وبیرون ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
Tel:6211550 Fax 047-6212980
Mob:0333-6700663
E-mail:ahmadtravel@hotmail.com

خدا کے فضل ورحم کے ساتھ
اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
سونے کے زیورات کے جدید اور اعلیٰ منفرد ڈیزائن
گولڈ پیلس جیولرز
بلڈنگ ایم ایف سی اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائٹر: طارق محمود اظہر 03000660784 047-6215522

لیڈی مووی میکر اینڈ فوٹو گرافر
گھر کی تمام تقریبات کی وڈیو اور فوٹو گرافی لیڈی مووی میکر اینڈ فوٹو گرافر سے کروائیں۔
سپاٹ لائیٹ ویڈیو اینڈ فوٹو 27/4 دارالنصر غربی ربوہ
0300-2092879, 0333-3532902

Study In GERMANY
MBA Programme
FH Darmstadt University Germany
Admissions Open, WS 2015
APPLY NOW www.mba.h-da.de
Requirement: 3 Years of Experience After Graduation & IELTS 6.5
FEES: €15.900 (€3.975 Per Semester), Up to 30% Scholarship
Bachelor (with Foundation Year) & Master Degree Programmes Available
FREE DEGREE PROGRAMMES
Science / Engineering / Management
Medicine / Economics / Humanities
Get 18 Months Job Search Time After Masters
Degree & Even Work Allowed During Studies
APPLY NOW (Requirement)
• Intermediate with above 60%
• A-Level Students
• Bachelor Students with min 70%
• Students awaiting result can also apply
Consultancy + Admission + Documentation
Even after reaching Germany, pick up service from Airport till University
Please contact your ErfolgTeam in Germany
Office Tel: 0049 7940 5035030 (Mon-Fri), Fax: 0049 7940 5035031
Web: www.erfolgteam.com , E-mail: info@erfolgteam.com